بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

محدث

دہلی

جلد ۴ | ماہ اپریل ۱۹۳۷ء مطابق محرم الحرام ۱۳۵۶ھ ہجری | نمبر ۱۲

خان بہادر سر عبد الرحمٰن صاحب

ہمیں یہ معلوم کرکے بیحد مسرت ہوئی کہ دہلی کے ہردلعزیز عالی جناب خان بہادر سر عبد الرحمٰن صاحب کو مدراس ہائی کورٹ کا جج منتخب کیا گیا ہے۔ ہم اس جلیل القدر عہدے پر خان بہادر صاحب کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے دعاگو ہیں کہ خدائے تعالیٰ آپ کے ہاتھوں انصاف کا بول بالا کرے + آمین

تعزیت

سارا عملہ محدث کا اور مدرسہ رحمانیہ اس غم سے مغموم ہے کہ محسن قدیم حضرت میاں صاحب شیخ عطاء الرحمٰن صاحب مدظلہ کا نواسہ جو مدتوں کی آرزوؤں اور تمناؤں کے بعد اپنے والدین کا پہلا پہل تھا صرف بیس دن کی عمر میں راہی ملک بقا ہوگیا۔ خدا مرحوم کو بخشے اور ان کے والدین کو صبر واجر اور نعم البدل عطا فرمائے آمین

مبارکباد

ہم جناب مہتمم صاحب کو ان کے لائق و ہردلعزیز فرزند جناب شیخ حبیب الرحمٰن صاحب میونسپل کمشنر اور آنریری مجسٹریٹ کے اس سال کے انتخاب کی کامیابی پر جو ۲۸۰ ووٹ کی زیادتی سے ہوئی دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ موصوف کی ہردلعزیزی میں ہمیشہ ترقی رہے اور اسلام کی ٹھوس خدمتوں کے ساتھ ہی ساتھ انہیں پبلک مفاد کی نگہداشت کی مزید توفیق حاصل ہو۔ ہم موصوف کے بھائی صاحب جناب حاجی عبد الوہاب صاحب کو خصوصیت سے مبارکباد دیتے ہیں جنہوں نے اس الیکشن میں بہت ہی کوشش فرمائی۔ فالحمد للہ۔

مناسبات

(از مولوی عبید اللہ صاحب ٹونکی رحمانی)

جشن عید اضحیٰ

حسب معمول اس سال بھی مہتمم صاحب نے عید کے موقع پر ان غریب اور ضرورتمند طالب علموں کیلئے نئے نئے جوڑے بنوائے۔ جن کے پاس عید کے مناسب کپڑے نہ تھے۔ اور پھر عید کے روز سب حسب استطاعت اچھے لباس میں ملبوس ہوکر عیدگاہ کی طرف تکبیرات کہتے ہوئے روانہ ہوئے۔ بعد فراغت نماز چونکہ مہتمم صاحب مدظلہ العالی نے حسب دستور سابق اپنے دولت خانہ پر تمام متعلقین مدرسہ کی ضیافت کا انتظام فرمایا تھا اس لئے سب وہاں گئے اور کھانے سے پہلے اعلیٰ قسم کی مٹھائی اور مختلف فروٹس سے جو دستر خوان پر چنے گئے تھے سب نے شوق سے ناشتہ کیا بعد ازاں شعر و شاعری وغیرہ اپنے اپنے مذاق کی باتوں میں مشغول رہے۔ اتنے میں دنبے کا گوشت پک چکا تھا وہ دستر خوان پر لایا گیا اس کے ساتھ باقرخوانیاں رکھی گئیں۔ سب نے خوب سیر ہوکر کھانا کھایا اور اس طرح قربانی کے گوشت سے لطف اندوز ہوئے۔ واپسی کے وقت مہتمم صاحب نے طلبا اور دیگر متعلقین مدرسہ کو ایک ایک روپیہ عیدی کا عنایت فرمایا۔ اور سب کو شفقت و محبت کے ساتھ رخصت کیا۔ وہاں سے چلکر سب لڑکے سیر و تفریح میں اپنا دل بہلانے لگے پھر شام کو مدرسہ واپس آئے۔ ۱۱ ذی الحجہ کو مذبح کی سیر کی اور اسی طرح ۱۳ تاریخ تک علمی و رزشی وغیرہ مختلف تفریحات میں حصہ لیتے رہے اور ۱۴ سے پھر اپنے فرائض کی انجام دہی میں مصروف ہوگئے ہیں۔

اختتام سال

خدا کا شکر ہے کہ محدث کا چوتھا سال بھی خیر و خوبی کے ساتھ گذر گیا چوتھی جلد کا یہ بارہواں پرچہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اور آئندہ ماہ مئی سے اس کے پانچویں سال کا آغاز ہوگا۔ یہ خدا کے فضل و کرم اور جناب شیخ عطاء الرحمن صاحب کے خلوص کا نتیجہ ہے کہ محدث ہمیشہ انگریزی ماہ کی پہلی تاریخ کو دفتر سے نہایت آب و تاب کے ساتھ شائع ہوتا رہتا ہے اور اپنے اغراض و مقاصد کو ملحوظ رکھتے ہوئے قوم و جماعت کی خدمت میں مصروف ہے۔ دراصل محدث کا سب سے بڑا مقصد طلباء رحمانیہ میں مضمون نگاری اور انشاء پردازی کا صحیح ذوق پیدا کرکے ان کی حوصلہ افزائی کرنا ہے اس لحاظ سے محدث کو ان چار سالوں میں جو کامیابی حاصل ہوئی ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ ہر ماہ متعدد لڑکوں کے مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں جو لڑکے شروع سے ابتک اس میں مضامین شائع کراتے رہے ہیں ان کی طرز تحریر میں نمایاں فرق محسوس کیا جا رہا ہے ساتھ ہی یہ حقیقت بھی فراموش نہیں کی جا سکتی کہ ادارۂ تحریر نے

باوجود اپنے درس وتدریسی مشاغل کے اس کے معیار میں کوئی فرق نہیں آنے دیا اسی طرح یہ بھی ایک واقعہ ہے کہ محدث کسی کے چندہ کا محتاج نہیں صرف ایک عالی ہمت ہستی کی سرپرستی اس کو حاصل ہے اسی کی برکت سے وہ اپنی بہاریں خوش اسلوبی کے ساتھ گذارتا چلا جارہا ہے اور دوسرے صحافتی شاہکاروں کی طرح حباب بحر ثابت نہیں ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک۔ محدث کی اس کامیابی پر ناظرین بھی قابل مبارکباد ہیں کہ انھوں نے اس کے مضامین سے دلچسپی لی اور اراکین کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے ان کو مزید خدمات کا موقع عنایت فرمایا۔

"صدائے کربلا"

(ازمدیر)

محدث کا یہ پرچہ جس وقت آپ کے پاس پہنچے گا، گو اس وقت تک ملک میں محرم کی دھوم دھام ختم ہوچکی ہوگی۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی رسمی اور غیر شرعی یادگار کا غلغلہ فرو ہوچکا ہوگا۔ لیکن تاہم وہ لوگ جو اس حادثۂ کبریٰ پر صرف ہنگامی اور رواجی طور پر روپیٹ کر "اظہار محبت" کرنا محض ناپسندی نہیں بلکہ اس بزدلانہ حرکت کو اس شہید اکبر مجاہد اعظم کی کسر شان سمجھتے ہیں۔ اتنی جلد اس واقعہ کو فراموش نہ کرچکے ہوں گے۔ بلکہ ان کی آنکھوں سے بناوٹی آنسوؤں کے تار۔ زبانوں سے نالہ وشیون، ہاتھوں سے سینہ کوبی کے بجائے، دلوں میں حمایت حق کی خاطر قربانی وفداکاری کے جذبات پرورش پارہے ہونگے۔ یہی وہ جذبہ ہے جسے لیکر حضرت امام حسینؓ میدان کربلا میں آئے تھے پس جو سبق وہ ہمیں دے گئے ہیں وہ وہ نہیں جو آج ہم اپنی عزاداری اور نوحہ خوانی کی مجلسوں میں کررہے ہیں۔ بلکہ وہ ولولہ انگیز سبق تو وہ ہے جو "صدائے کربلا" کے عنوان سے ایک نظم کی صورت میں محدث کی اسی اشاعت کے ص۱۶ پر شائع ہورہا ہے۔ ہم اس بہترین اور عبرت انگیز نظم کو شائع کرتے ہوئے، اپنے ناظرین سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس نظم کو باربار پڑھیں، پورے تاثر اور صحیح احساس کے ساتھ پڑھیں اور کربلا سے آنیوالی اس "آواز" پر توجہ سے کان دھریں کہ اسی میں ہماری حیات کا راز اور بقا کا انحصار ہے...... یہ "آواز" نہ صرف کربلا ہی سے آرہی ہے بلکہ درحقیقت "یہ صدا" ہر اس معرکۂ کارزار سے نکلکر فضائے عالم میں گونج رہی ہے۔ جس کے ذرات کو شہدائے اسلام کے مقدس خون کے چھینٹوں سے رنگین ہونیکا شرف حاصل ہوا ہے۔ یہ پیغام ہر اس میدان سے ہمارے کانوں میں پہنچ رہا ہے۔ جس میں حق کی خاطر مظلوم مسلمانوں کی نعشیں خاک وخون میں تڑپی ہیں۔ یہ صور بیداری ہر اس رزمگاہ سے پھونکا جارہا ہے۔ جس میں مجاہدین اسلام کی کٹی ہوئی گردنوں سے خون کے فوارے چھوٹے ہیں۔ پس میرے نوجوان دوستو! آؤ، احساس وبیداری کے ساتھ سنو! کہ شہید کربلا کا یہ خطاب تمہیں سے ہے ؎

حفظِ ناموسِ وفا میں جان سے کیسی دریغ؟ — بے خبر! اس راہ میں تو جان جانا چاہئے
جان جاتی ہے اگر راہ صداقت میں تو جائے — موت آتی ہے تو آئے، اس کو آنا چاہئے
جان جانے کیلئے ہے اسکا ایسا غم نہیں — آن رہنے کیلئے ہے وہ نہ جانا چاہئے